جلد ۳۴ | ۳۰ ماہ امان ۱۳۲۵ ہش | ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ | ۳۰ مارچ ۱۹۴۶ء | نمبر ۷۶

مدینۃ المسیحؑ

قادیان ۲۹ ماہ امان۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے دائیں پاؤں میں رات سے نقرس کا شدید درد ہے۔ جس کے ساتھ بخار بھی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ حرم اول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بخار ہے۔ نیز کانوں اور دانتوں میں درد کی تکلیف بھی ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

افسوس کہ میاں محمد حنیف صاحب ابن عبد السمیع صاحب کپور تھلوی سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ محلہ دار الفضل آج وفات پاگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد نماز جمعہ جنازہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ مرحوم موصی تھے۔ لاش مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئی۔ احباب بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کیطرف سے مولوی چراغ دین صاحب کو حکم جھمٹ ضلع لدھیانہ بسلسلہ تبلیغ بھیجا گیا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ لوگ جو جماعت احمدیہ سے باہر ہیں دن بدن کم ہوتے جائینگے

یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یعنی اے عیسےٰ میں تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ اور تیری بریت ظاہر کرونگا۔ اور وہ جو تیرے پیرو ہیں میں قیامت تک انکو تیرے منکروں پر غالب رکھوں گا۔ اس جگہ اس وحی الہٰی میں عیسےٰ سے مراد میں ہوں اور تابعین یعنی پیروؤں سے مراد میری جماعت ہے۔ قرآن شریف میں یہ پیشگوئی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت ہے۔ اور مغلوب قوم سے مراد یہودی ہیں۔ جو دن بدن کم ہوتے گئے۔ پس اس آیت کو دوبارہ میرے لئے اور میری جماعت کے لئے نازل کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مقدر یوں ہے۔ کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں۔ وہ دن بدن کم ہوتے جائینگے۔ اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائینگے یا نابود ہوتے جائینگے جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہو گئے۔ کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔ ایسا ہی اس جماعت کے مخالفوں کا انجام ہوگا۔ اور اس جماعت کے لوگ اپنی تعداد اور قوت مذہب کے رو سے سب پر غالب ہو جائینگے۔ یہ پیشگوئی فوق العادت کے طور پر پوری ہو رہی ہے۔ کیونکہ جب براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی شائع ہوئی تھی۔ اس وقت تو میری یہ حالت گمنامی کی تھی۔ کہ ایک شخص بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ میرا پیرو تھا۔ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے تعداد اس جماعت کی کئی لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس ترقی کی تیز رفتار جسکا باعث وہ آفات آسمانی بھی ہیں۔ جو اس ملک کو لقمۂ اجل بنا رہے ہیں۔ پھر بعد اس کے بقیہ وحی الہٰی یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کا سردار ہے اور پھر بعد اس کے فرمایا۔ کہ خدا تیرے سب کام درست کردیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ واضح رہے کہ یہ پیشگوئیاں نہایت اعلےٰ درجہ کی ہیں۔ کیونکہ ایسے وقت میں کی گئیں۔ جبکہ کوئی کام بھی درست نہ تھا۔ اور کوئی مراد حاصل نہ تھی۔ اور اب اس زمانہ میں پچیس برس کے بعد اس قدر مرادیں حاصل ہو گئیں۔ کہ جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ خدا نے اس ویرانہ کو یعنی قادیان کو مجمع الخلائق بنا دیا۔ کہ ہر ایک ملک کے لوگ یہاں آکر جمع ہو جاتے ہیں اور وہ کام دکھلائے۔ کہ کوئی عقل نہیں کہہ سکتی تھی۔ کہ ایسا ظہور میں آجائیگا۔ لاکھوں انسانوں نے مجھے قبول کر لیا۔ اور یہ ملک ہماری جماعت سے بھر گیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ ملک عرب اور شام اور مصر اور روم اور فارس اور امریکہ اور یورپ وغیرہ ممالک میں

ایڈیٹر۔ غلام نبی — بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ مطابق ۳۰ ماہ امان ۱۳۲۵ ھش

سال میں کم از کم ایک احمدی بنانے کا عہد

(از ایڈیٹر)

رفتار بیعت کے متعلق مختلف طریقوں سے جو نقشے دفتر بیعت کی طرف سے شائع ہو رہے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ یہ رفتار بہت ہی سست ہے۔ اس قدر سست کہ اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ مگر اس سستی کو دور کرنے کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ بھی تو نہیں کہ اسے پیش کیا جائے۔ تا وہ جماعت جس کا ہر فرد سب سے پہلے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتا اور احمدیت کی اشاعت اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد سمجھتا ہے۔ دیکھے کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ اور اسے کیا کرنا چاہیئے۔

اس وقت خدا تعالےٰ کے فضل سے ہندوستان میں ۳۵ منظم احمدی جماعتیں ہیں یعنی ان میں باقاعدہ کارکن مقرر ہیں۔ اور تبلیغی سکرٹری ایک نہایت اہم عہدہ ہے۔ جس کا ہر جماعت میں ہونا ضروری ہے۔ پھر ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد کا اندازہ کئی لاکھ کا ہے۔ ان حالات میں کس قدر افسوس بلکہ شرم کا مقام ہے۔ کہ جنوری اور فروری ۱۹۴۶ء میں صرف ۲۳۲ نئے اصحاب بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔

اور اس افسوس میں اس وقت اور بھی زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ دیکھا جائے کہ یہ تعداد گزشتہ سال کے انہی مہینوں کی تعداد سے بھی کم ہے۔ جو کہ ۴۹۴ تھی۔ بے شک قلوب میں تبدیلی پیدا کرنا اور حق قبول کرنے کی توفیق بخشنا خدا تعالےٰ کے ہی اختیار میں ہے۔ لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو احمدیت کی اشاعت اور ترقی کے متعلق بڑی بڑی بشارتیں دیں۔ جو تازہ بتازہ نشانات احمدیت کی صداقت میں ظاہر فرماتا رہا ہے اور جو ہمیشہ ہماری جدوجہد اور کوشش سے بہت بڑھ چڑھ کر نتائج پیدا کرتا رہتا ہے۔ اس نے باوجود ہماری پوری سعی کے اس کا نتیجہ گزشتہ سال سے بھی کم پیدا ہونے دیا۔ اس کا موجب سراسر ہماری ہی سستی اور کوتاہی ہے۔ اور اس بارے میں ہم ہی قصوروار ہیں۔ پس ہمیں سچے دل سے اس قصور کا اعتراف کرنا چاہیئے۔ اور اپنے طریق عمل سے ثابت کر دینا چاہیئے۔ کہ اس قصور پر فی الواقعہ ہمارے دل میں حقیقی ندامت پیدا ہوئی ہے۔ اور ہم نے اس کی تلافی کے لئے جدوجہد کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

اس سلسلہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد خاص طور پر قابل عمل ہے کہ:۔

"اگر ہم میں سے ہر شخص اس بات کا عہد کرے۔ کہ وہ سال میں کم از کم ایک احمدی بنائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ پچاس ساٹھ سال تو الگ رہے۔ چھ سات سالوں میں ہی اتنا عظیم الشان تغیر پیدا ہو جائے گا۔ کہ اس کی مثال ڈھونڈنی مشکل ہوگی"۔

(خطبہ جمعہ یکم مارچ ۱۹۴۶ء)

سال بھر میں ایک احمدی بنانا کم سے کم عہد ہے۔ اور اس کو پورا کرنا کوئی مشکل نہیں۔ اگر سچی لگن۔ دلی تڑپ۔ اور حقیقی درد کے ساتھ اس کے لئے کوشش کی جائے۔ اور جب لاکھوں کی جماعت کا ہر فرد سوائے معذوروں کے اسی جذبہ اس جوش اور اس ولولہ کے ساتھ مصروف عمل ہوگا۔ ایک دن نہیں دو دن نہیں۔ بلکہ سارا سال۔ تو تصور فرمایئے کہ خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت کی گھٹائیں کس شان کے ساتھ امڈ امڈ کر آئینگی اور کس عمدگی کے ساتھ قلوب کو دھو کر حق اور صداقت کا بیج قبول کرنے اور پھر اس کے بابرگ و بار ہونے کے سامان مہیا کر دینگی۔

پس اس وقت تک جو سستی اور کوتاہی ہو چکی۔ اس کا ازالہ کرنے کی بالکل ابتدائی صورت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پیش فرمائی ہے۔ اسے قبول کرنے اور کم از کم سال بھر میں ایک احمدی بنانے کے عہد نامہ کو پر کرنے میں ایک لمحہ کا بھی توقف نہ ہونا چاہیئے۔ اور ہر بالغ اور عاقل احمدی کو سب سے پہلے یہ کام کرنا چاہیئے۔ اور پھر خدا تعالےٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اس کی نصرت طلب کرتے ہوئے پورے جوش کے ساتھ تبلیغ احمدیت میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔

سندھ میں بزرگان جماعت کے اسماء پر نئے گاؤں کے نام

سندھ میں محمد آباد جو کہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس کے باہر چھ گوٹھیں (چھوٹے گاؤں) اسی اسٹیٹ کی زمین میں آباد ہیں۔ ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء بروز جمعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں یہاں کی تبلیغی مساعی پر اظہار مسرت فرمایا۔ اور محمد آباد اسٹیٹ کی دیگر چھ گوٹھوں (گاؤں) کے نام بزرگان سلسلہ کے ناموں پر تجویز فرمائے۔ مثلاً

(۱) واٹر کورس ۱ کی گوٹھ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام پر "نور نگر"

(۲) واٹر کورس ۱۱ کی گوٹھ کا نام حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے نام پر "کریم نگر" اور

(۳) واٹر کورس ۱۲ کی گوٹھ کا نام حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کے نام پر "روشن نگر" اور

(۴) بلالانی کی گوٹھ کا نام حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کے نام پر "لطیف نگر" اور

(۵) واٹر کورس ۱۶ کی گوٹھ کا نام حضرت میر محمد اسحاق رضی اللہ عنہ کے نام پر "اسحاق نگر" اور

(۶) فضل ۳ کی گوٹھ کا نام حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے نام پر "برہان نگر" تجویز فرمایا۔ نیز فرمایا کہ تحریک جدید کی اور زمینیں جو خریدی جائینگی اور جو گوٹھیں بنینگی ان کے نام بھی اسی طرح سلسلہ احمدیہ کے بزرگان کے نام پر رکھے جائیں۔ جنہوں نے سلسلہ کی خاطر ہر رنگ کی قربانیاں کیں تاکہ ان کے نام کو زندہ رکھا جائے۔

خدا تعالےٰ کے فضل سے بعد نماز جمعہ بارہ کس نے حضور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ جن میں سے چھ پنجابی تھے۔ اور چھ سندھی گرگیز (بلوچ)

(خاکسار فضل الدین سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں

حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی یادگیر نے جو اسی سال حج کیلئے تشریف لیگئے تھے اور ۱۲ محرم ۱۳۶۵ھ بروز پیر مدینہ منورہ میں فوت ہوئے جنت البقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کے قریب دفن ہوئے۔ منیٰ کے میدان میں ۱۰ ذی الحجہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و درازی عمر کے لئے ایک دنبہ صدقہ دیا اور مقام ابراہیم۔ مقام رکن حجر اسود ملتزم حطیم۔ غار حرا۔ مسجد عزہ عرفات۔ مسجد مزدلفہ۔ مقام شق صدر۔ مسجد خیف۔ جبل عرفات مساجد سیدنا ابا بکر و عمر رضوان اللہ علیہما اجمعین۔ مسجد جن۔ اور مدینہ منورہ میں مسجد خمسہ۔ مسجد فتح۔ مسجد سلمان فارسی۔ مسجد قبلتین۔ مسجد عمر رضہ۔ مسجد ابا بکر رضہ۔ مزار سید الشہداء حضرت حمزہ رضہ۔ مقام شہادت دندان مبارک۔ مسجد قبا۔ مسجد نبوی۔ روضہ مبارک صلے اللہ علیہ وسلم۔ جنت البقیع مسجد غمامہ۔ اور دیگر مقامات مقدسہ و شعائر اللہ میں ہم نے حضور کی صحت و درازی عمر و فتوحات اسلامی کے حضور کے زندگی میں ہونے اور جماعت کی ترقی اور مبلغین کیلئے دعائیں کیں اور نوافل پڑھے۔ خاکسار: [illegible]

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہترین عادات و خصائل

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(۱) آپ اپنے سینہ میں ایک ایسا دل رکھتے تھے۔ جو کسی سے ڈرنا جانتا ہی نہیں تھا۔ (۱۳ دسمبر ۱۹۴۳ء)

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر معاملہ میں کمال احتیاط سے کام لیا کرتے تھے۔ خصوصاً اموال کے معاملہ میں آپ نہائت احتیاط فرماتے۔ کہ کسی کا حق نہ مارا جائے۔ اور عارضی طور پر بھی لوگوں کی حق رسی میں دیر کرنا پسند نہ فرماتے۔ بلکہ فوراً غرباء کو حقوق دلوا دیتے تھے۔ (۱۷ دسمبر ۱۹۴۳ء)

(۳) آپ لوگوں کے اموال کا خیال رکھنے کے علاوہ ان کے ایمانوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ اور کبھی ایسے چندوں کو قبول نہ فرماتے۔ جو بعد میں کسی وقت چندہ دہندگان کے لئے وبال جان ثابت ہوں۔ یا کسی وقت اسے افسوس ہو کہ میں نے فلاں مال اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ آج اگر میرے پاس ہوتا۔ تو میں اس سے فائدہ اٹھاتا۔ (ایضاً)

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اللہ تعالےٰ ہی کے خیال میں رہتے تھے۔ اور آپ کا ہر فعل عظمت الٰہی کو قائم کرنے والا تھا۔ (ایضاً)

(۵) آپ دعا میں بھی نہائت محتاط تھے اور کبھی ایسی دعا نہ فرماتے۔ جو یکطرفہ ہو۔ بلکہ ایسی ہی دعا فرماتے۔ جس میں تمام پہلو مدنظر رکھے جائیں۔ (۷ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۶) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے کامل انسان تھے۔ کہ آپ مصائب سے گھبرا کر ایک ہی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ بلکہ ہر وقت کل ضروریات پر آپ کی نظر رہتی تھی۔ (ایضاً)

(۷) آپ صرف دنیا کی مصائب اور مشکلات کو مدنظر نہ رکھتے تھے۔ بلکہ جب دنیاوی مشکلات کے حل کرنے کے لئے اپنے مولا سے فریاد کرتے۔ تو ساتھ ہی مابعد الموت کی جو ضروریات ہیں ان کے لئے بھی امداد طلب فرماتے۔ اور جب قیامت کے دل ہلا دینے والے نظاروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر خدا تعالےٰ کی نصرت کے لئے درخواست فرماتے۔ تو ساتھ ہی اس دنیا کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے بھی جو مزروعہ آخرت ہے التجا فرماتے۔ اور کسی مشکل یا تکلیف کو حقیر نہ جانتے۔ بلکہ نہائت احتیاط سے دنیاوی اور دینی ترقیوں کے لئے بغیر کسی ایک کی طرف سے غافل ہونے کے اللہ تعالےٰ سے مدد مانگتے رہتے۔ (ایضاً)

(۸) آپ اپنی دعاؤں کے الفاظ میں بھی نہائت احتیاط برتتے تھے۔ (ایضاً)

(۹) آپ کبھی کسی کے کہنے میں نہ آتے تھے۔ اور آپ کے حضور میں باتیں بنا کر اور آپ کو خوش کر کے یا خوشامد سے کام نہ چل سکتا تھا۔ آپ کا طریق عمل یہ تھا۔ کہ آپ تمام عہدوں پر ایسے ہی آدمیوں کو مقرر فرماتے تھے۔ جن کو آپ لائق سمجھتے تھے۔ کبھی کسی عہدہ پر سفارش یا درخواست سے کسی کا تقرر نہ فرماتے۔ (ایضاً)

(۱۰) آپ سادگی سے کام لیتے۔ اور تکلفات سے پرہیز کرتے تھے۔ اور بناوٹ سے کام نہ لیتے تھے۔ (۲۱ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۱۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف بے تکلفی سے سب کام کر لیتے۔ اور اس معاملہ میں سادگی کو پسند فرماتے۔ بلکہ آپ کی زندگی بھی بہت سادہ تھی۔ اور وہ اسراف اور غلو جو امراء اپنے گھر کے اخراجات میں کرتے ہیں۔ آپ کے ہاں نام کو نہ تھا۔ بلکہ آپ ایسی سادگی سے زندگی بسر کرتے۔ کہ دنیا کے بادشاہ اسے دیکھ کر حیران ہو جائیں۔ اور اس پر عمل کرنا تو الگ رہا۔ یورپ کے بادشاہ شاید یہ بھی نہ مان سکیں۔ کہ کوئی ایسا بادشاہ بھی تھا۔ جسے دین کی بادشاہت بھی نصیب تھی۔ اور دنیا کی حکومت بھی حاصل تھی۔ مگر پھر بھی وہ اپنے اخراجات میں ایسا کفائت شعار اور سادہ تھا لو پھر بخیل نہیں بلکہ دنیا نے آج تک جس قدر سخی پیدا کئے ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر سخی تھا۔ (۲۱ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۱۲) باوجود تمام عرب اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر حکومت کرنے کے آپ کا کاروبار خود کرنا اس پاکیزگی کی طرف ہمیں اشارہ کر رہا ہے۔ جو آپ کے ہر فعل سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اور اس طہارت نفس کیطرف متوجہ کر رہا ہے۔ جو آپ کے ہر فعل سے ہویدا تھی۔ (ایضاً)

(۱۳) اگر اعلےٰ سے اعلےٰ غذا آپ کے سامنے پیش کی جاتی تھی۔ تو اسے بھی استعمال فرماتے تھے۔ اور یہ نہیں۔ کہ نفس کشی کے خیال سے اعلےٰ غذاؤں سے انکار کر دیں۔ اور یہی کمال ہے جو آپ کو دوسروں پر فضیلت دیتا ہے۔ (۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۱۴) باوجود اس محنت اور مشقت کے جو آپ کو کرنی پڑتی تھی۔ آپ کھانے پینے میں اسراف نہ فرماتے تھے۔ اور اسی قدر کھاتے جو زندگی کے بحال رکھنے کے لئے ضروری ہو۔ اور آپ کا کھانا عبادت اور قوت کے قائم رکھنے کے لئے تھا نہ کہ آپ کی زندگی دنیا کے بادشاہوں کی طرح کھانوں کی خواہش میں گزرتی تھی۔ (ایضاً)

(۱۵) آپ اپنے گھر میں بیویوں کو ان کے کاموں میں مدد دیتے تھے۔ (۴ فروری ۱۹۴۴ء)

(۱۶) خدا تعالےٰ کی راہ میں آپ کسی ادنےٰ سے ادنےٰ کام میں بھی ہرج نہ دیکھتے تھے۔ بلکہ انہیں فخر محسوس کرتے تھے اور صحابہ کے دوش بدوش ہو کر ہر ایک چھوٹے سے چھوٹا کام کرتے۔ اور کبھی یہ نہ ہوتا کہ انہیں حکم دیدیں۔ اور آپ خاموش ہو کر بیٹھ رہیں۔ ہر کام میں خود شریک ہوتے اور صحابہ کا ہاتھ بٹاتے۔ (")

(۱۷) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت اپنے صحابہ کو نیکی اور تقوےٰ کی تعلیم دینے کا خیال رہتا تھا۔ (")

(۱۸) آپ یہ کبھی پسند نہ فرماتے تھے کہ کوئی شخص آپ کی نسبت کوئی ایسی بات بیان کرے۔ جو درحقیقت آپ میں نہیں پائی جاتی۔ (۱۸ فروری ۱۹۴۴ء)

(۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جوش پر قابو تھا۔ اور خطرناک سے خطرناک مصائب میں آپ استقلال اور ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے عادی تھے۔ اور آپ سے کبھی کوئی ایسی حرکت نہ ہوتی تھی۔ جس سے کسی قسم کی گھبراہٹ ظاہر ہو۔ ہر ایک مصیبت میں آپ کے پیش نظر اللہ تعالےٰ ہی دکھائی دیتا تھا (۲۵ فروری ۱۹۴۴ء)

(۲۰) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی ضد سے کام نہ لیتے تھے۔ بلکہ جس بات میں خیر دیکھتے اسی کو اختیار کرتے تھے۔ اور قطعاً اس بات کی پروا نہ کرتے۔ کہ اس سے میرے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہوتی۔ (۴ مارچ ۱۹۴۴ء)

(۲۱) آپ چاہتے تھے کہ ہمیشہ خیر اختیار کریں۔ (")

(۲۲) آپ کے کام کسی دنیاوی مصلحت یا ارادہ کے ماتحت نہ ہوتے تھے۔ بلکہ آپ اپنے ہر کام میں یہ بات مدنظر رکھتے تھے۔ کہ جو کچھ آپ کرتے ہیں۔ وہ واقعہ میں نفع رساں بھی ہے یا نہیں۔ اور اگر کبھی معلوم ہو جائے کہ آپ نے کوئی ایسا کام کیا ہے۔ یا اس کے کرنے کا ارادہ ہے۔ جو کبھی انسان کے لئے مضر ہوگا یا اس سے تکلیف ہوگی۔ تو آپ فوراً اپنے پہلے حکم کو واپس لے لیتے۔ اور وہی بات کرتے جو بہتر اور نفع رساں ہوتی۔ (")

(۲۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر ایک بات کو سمجھانے کے لئے تحمل سے کام لیا کرتے تھے۔ اور بجائے لڑنے کے محبت اور پیار سے کسی کو اس کی غلطی پر آگاہ فرماتے تھے۔ (۱۱ مارچ ۱۹۴۴ء)

(۲۴) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب بھی امیر مقرر فرمایا۔ ہمیشہ انہی لوگوں کو کیا۔ جو خاندانی لحاظ سے عظمت و شہرت کے مالک ہوتے تھے۔ اور جن کے متعلق یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ لوگوں کو انکی اطاعت سے گریز نہیں ہوگا۔ (تفسیر پارہ عم صفحہ ۱۲۹)

(۲۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غرباء کی طرف خاص طور پر توجہ کیا کرتے تھے۔ اور کبھی کسی شخص کو محض اسکے غریب ہونے یا اس کے ادنیٰ طبقہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے تحقیر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے (ایضاً صفحہ ۱۵۲)

(۲۶) مکہ کی زندگی میں ہی آپ غلاموں کو تبلیغ کرتے۔ اور بعض دفعہ گھنٹہ گھنٹہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ انکے پاس کھڑے رہتے۔ اور انہیں محبت اور پیار

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قادیان

از قلم جناب ڈاکٹر چوہدری عبدالاحد صاحب۔ ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی۔ ایم۔ ایس سی۔ آئی۔ الیف۔ پی سی ایس

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مصلح موعود ہونے کے انکشاف کے بعد جن اہم کاموں کی بنیاد اسلام اور احمدیت کی آئندہ ترقی کے پیش نظر رکھی۔ اُن میں سے ایک فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا اجراء بھی ہے۔ مصلح موعود کی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”اُس کے ساتھ فضل ہے۔ جو کہ اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ وعظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائیگا“

پھر فرمایا۔ ”ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا“

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی دیرینہ خواہش

ایک عرصہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش تھی۔ کہ جس طرح دنیا میں باقی قومیں سائنس اور علوم جدیدہ کی تحقیق میں ترقی کر رہی ہیں۔ اسی طرح ایک ایسی اسلامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بھی ہو۔ جس میں ہمارے سلسلہ کے نوجوان بلند پایہ تحقیق کر کے دنیا میں نئے علوم کا انکشاف کریں۔ حضور ایدہ اللہ کا نقطۂ نظر یہ تھا۔ کہ یہ انسٹی ٹیوٹ دنیا کا بہترین ادارہ ہو۔ لیکن چونکہ نہ ہمارا سلسلہ مالی طور پر اس بوجھ کو اٹھا سکتا تھا اور نہ ہی کام کرنے والے میسر تھے۔ اس لئے حضور کا یہ منشاء مبارک ایک لمبے عرصہ تک عملی شکل نہ اختیار کر سکا۔

خاکسار کا وقف زندگی

خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض رؤیا کی بنا پر سنہ ۱۹۳۹ء میں سب سے پہلے اپنے آپ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا۔ لیکن جب حضور کے ارشاد کے مطابق دعا اور استخارہ کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات ظاہر ہوئی۔ کہ ابھی وقت نہیں آیا۔ نیز ظاہری سامانوں کے لحاظ سے بھی بعض روکیں پیدا ہو گئیں۔ اور یہ عاجز لائلپور میں بدستور گورنمنٹ کی ملازمت میں کام کرتا رہا۔ اس کے بعد مختلف اوقات پر اللہ تعالیٰ نے مختلف طریق سے خاکسار پر ظاہر کیا کہ وہ مجھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعض خاص کام کرنے کی توفیق دے گا۔ چنانچہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۳ء میں جب خاکسار پی ایچ ڈی کے کام سے فارغ ہوا۔ تو بار بار اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات مجھ پر ظاہر کی گئی کہ مجھے بہت جلد گورنمنٹ کی ملازمت ترک کر کے سلسلہ کی خدمت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور میں نے بہت زور سے محسوس کیا۔ کہ اب وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ میں نے پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کیا اور چونکہ مختلف رؤیا جو کہ خاکسار نے دیکھے تھے اُن کی بظاہر تعبیر میں نے یہی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کریم اور عربی زبان کی خدمت اور تالیف وتصنیف کے کام کی توفیق دے گا۔ اس لئے خاکسار نے اپنے خط میں اصرار کیا۔ کہ مجھے عربی اور دینیات کے علوم کم از کم دو سال تک پڑھائے جائیں اور پھر کچھ کام میرے سپرد کیا جائے۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد جب خاکسار عید الاضحیٰ کے موقع پر دسمبر سنہ ۱۹۴۳ء میں چند روز کے لئے قادیان دارالامان آیا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی موجودگی میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ تو حضور نے خاکسار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنے وقف زندگی کے سلسلہ میں شرائط پیش نہ کریں (مثلاً عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کرنا یا تالیف وتصنیف کا کام اپنے ذمہ لینا وغیرہ) اور نہ ہی کسی دوسرے خاص امر کے متعلق اصرار کریں۔ نیز حضور نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جب انسان زندگی وقف کرتا ہے۔ تو پھر اُسے اپنے مجوزہ پروگرام کو چھوڑ کر امام وقت کے اشارہ پر چلنا چاہیئے۔ اس کے بعد حضور نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا۔ کہ قادیان میں ایک شاندار ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم کی جائے۔

چونکہ ریسرچ کے لئے بہت سے اخراجات اور سامان سائنس اور دیگر لوازمات کی ضرورت پڑتی ہے۔ جس کی ہماری جماعت مالی لحاظ سے بمشکل متحمل ہو سکتی تھی۔ نیز قابل اور ٹرینڈ عملہ کا ملنا بھی مشکل تھا۔ اس لئے جنگ کے ایام میں فوری طور پر ریسرچ کے کام کو شروع کرنے کے متعلق خاکسار نے بہت سی عملی مشکلات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت عالیہ میں پیش کیں۔ اس پر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی طویل ملاقات کے بعد حضور نے ایک دفعہ مزید استخارہ کرنے کے لئے فرمایا۔ چنانچہ خاکسار نے پھر ایک دفعہ استخارہ شروع کیا۔ اور چند ہی دنوں کے بعد رؤیا میں دیکھا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان کے اردگرد پتھر کا ایک زبردست قلعہ تعمیر کر رہے ہیں حضور خود قلعہ کی فصیل پر بیٹھے ہیں۔ اور اپنے دست مبارک سے پتھر لگا رہے ہیں اور خاکسار کے سر پر ایک بڑی کڑاہی ہے اور میں حضور کو سیمنٹ اور پتھروں کے اندر لگانے والا مصالحہ مہیا کر رہا ہوں۔ اس کے بعد ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء کو خاکسار نے بغیر کسی شرط کے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کر دیا۔ ان ہی ایام میں حضرت سیدہ اُم طاہر احمد صاحبہ کی علالت کی وجہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور تشریف فرما تھے اور انہی ایام میں حضور پر مصلح موعود ہونے کا انکشاف ہوا۔ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء کو حضور نے خاکسار کو ملازمت سے مستعفی ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ مئی سنہ ۱۹۴۴ء میں استعفےٰ منظور ہونے پر خاکسار قادیان حاضر ہو گیا۔

ابتدائی مشورے

چونکہ انہی ایام میں تعلیم الاسلام کالج قادیان کی بنیاد بھی رکھی جا رہی تھی۔ اس لئے علاوہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے کام کے کالج کے شعبہ سائنس کا کام بھی خاکسار کے سپرد کیا گیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق شروع شروع میں خاکسار نے ہندوستان کا دورہ کر کے مختلف یونیورسٹیوں اور مختلف اداروں کو دیکھا۔ اور مختلف ماہرین سائنس سے ملاقات کی۔ تاکہ میری معلومات میں مزید اضافہ ہو۔ چونکہ حضور کے منشاء کے مطابق ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے کام میں بہت سی توسیع مدنظر تھی۔ اس لئے یہ ضروری تھا۔ کہ اس کی بلڈنگ اور لیبارٹری باہر ایک کھلی جگہ بنائی جائے۔ جس کے لئے زمین کے ایک بڑے رقبہ کی ضرورت تھی لیکن دوران جنگ چونکہ بجلی کے نئے (CONNECTION) حاصل کرنے میں مشکلات تھیں۔ اس لئے تعلیم الاسلام کالج کی دوسری منزل پر چند کمرے تعمیر کرنے کی تجویز ہوئی۔ تاکہ کام فوری طور پر شروع کیا جا سکے۔ ان کمروں کے نقشہ کی تفاصیل تیار کرنے کے بعد تعمیر کا کام مکرمی مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور انچارج تحریک جدید کے سپرد ہوا۔

مشکلات

جنگ کی وجہ سے عمارت کے لئے ضروری سامان مثلاً لوہا۔ اینٹیں سیمنٹ اور لکڑی وغیرہ کے ملنے میں بہت سی مشکلات تھیں لیکن مکرمی انور صاحب کی کوششوں اور دوسرے احباب کے تعاون سے یہ کام مختلف مراحل سے گزرتا ہوا جنوری سنہ ۱۹۴۶ء میں پایہ تکمیل پر پہنچا۔ فرنشنگ۔ فٹنگ اور بجلی کا سامان مہیا کرنے میں بھی بہت سی مشکلات تھیں دوسرے قادیان میں ماہر کاریگروں کی قلت کی وجہ سے اس کام کو پورا کرنے میں اندازہ سے زیادہ وقت صرف ہوا۔ اس

سلسلہ میں ہم پروپرائٹر صاحب نصرت انڈسٹریز قادیان کے تعاون اور امداد کے خاص طور پر ممنون ہیں۔ جنگ کی وجہ سے چونکہ سامان سائنس کی غیر ممالک سے درآمد بند تھی۔ اور ہندوستان کی مشہور فرموں سے بہت کم سامان ملتا تھا۔ اس لئے بیرونی ممالک سے بعض آلات کے حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ سے لائسنس حاصل کرکے انگلستان اور امریکہ سے سامان منگوانے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ آج تک جتنے سامان کی ضرورت تھی۔ اس کا صرف دو تہائی حصہ حاصل کیا جا سکا ہے۔ اور اسی طرح لائبریری کے لئے قیمتی اور ٹیکنیکل کتب کا اکثر حصہ بھی بیرونی ممالک سے منگوایا جا رہا ہے۔

کام کرنے والوں کی قلت

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ جماعت کی توجہ سائنس کے علوم کی طرف کم تھی۔ اس لئے کام کرنے والوں کی قلت بہت شدت سے محسوس کی گئی۔ چنانچہ ان مشکلات کے پیش نظر حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے پہلے سے ہی واقفین زندگی کے ایک گروہ کو سائنس کی اعلےٰ تعلیم کے لئے منتخب فرما کر ان کی ٹریننگ کا انتظام کروا دیا تھا۔ ابتدا میں خاکسار نے صرف ایک کلرک کی امداد سے کام شروع کیا۔ کچھ عرصہ سے مکرمی اقبال احمد صاحب بی۔ ایس۔ سی آنرز اور بشارت احمد صاحب بی۔ ایس سی بھی تشریف لے آئے ہیں۔ ان ہر دو احباب نے ابتدائی تحقیقاتی کام شروع کر دیا ہے۔ جسے وہ ایم ایس سی کی ڈگری کے لئے پیش کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اکتوبر ۱۹۴۵ء سے عطاء الرحمٰن صاحب غنی ایم۔ ایس۔ سی امپیریل انسٹی ٹیوٹ دہلی سے تشریف لائے ہیں۔ اور لائبریری اور لٹریچر کی چھان بین کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ پانچ مزید دوست مختلف اداروں میں بالترتیب ذیل ایم۔ ایس سی میں اعلےٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ غلام احمد صاحب عطا ایگریکلچرل کالج لائلپور میں۔ منور احمد صاحب بنارس یونیورسٹی میں۔ سلطان محمود شاہد، نصیر احمد خان اور ناصر احمد سیال علی گڑھ یونیورسٹی میں ان کے علاوہ محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی۔ انجینیرنگ اور ناصر احمد صاحب سیالی کو عنقریب اعلےٰ تعلیم کے لئے امریکہ بھجوایا جا رہا ہے۔ ان احباب کے علاوہ بہت سے اور نوجوان بھی زندگیاں وقف کرکے سائنس کی ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور امید ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ چند سالوں کے اندر ہمارے پاس کافی تعداد میں اعلےٰ تعلیم یافتہ اور ٹرینڈ کام کرنے والے موجود ہونگے۔

ان حالات میں ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا قادیان میں جاری کرنا اور پھر کام کو جنگ کے ایام میں شروع کروانا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اولوالعزم ہونے کا زبردست ثبوت ہے مجھے یقین ہے۔ کہ اگر حضور ہر مشکل کے وقت ہماری رہنمائی نہ فرماتے اور یہ کام کسی اور کی زیر نگرانی ہوتا تو جنگ کے ایام میں اس کا شروع ہونا قریباً قریباً ناممکن تھا۔

کام کے دو حصے

اس وقت کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) بعض علمی مسائل پر بنیادی تحقیقات

(۲) بعض ایسے مسائل پر تحقیقات جن کا انڈسٹری کے ساتھ تعلق ہے۔ تاکہ کامیابی کے بعد ان کا تجارتی طور پر فائدہ اٹھایا جا سکے۔ ان میں ایسی چیزیں مدنظر رکھی جا رہی ہیں۔ جن کا کچا مال ہندوستان میں آسانی کے ساتھ مل سکتا ہے۔ اور جن کے متعلق ہندوستان میں سائنس کے ماہرین نے اب تک پوری توجہ نہیں کی۔ لیبارٹری میں کامیاب تجربات کرنے کے بعد ان کو نیم تجارتی S mi Commercial سکیل پر کامیاب بنانے کی کوشش کی جائیگی۔ اور پوری کامیابی کے بعد اسے جماعت کے کمرشل ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کر دیا جائے گا۔ ہر نئی ایجاد کو پیٹنٹ (PATENT) کرانے کے بعد اس کے متعلق غور کیا جائے گا۔ کہ آیا اس Patented کو جماعت کے روپیہ سے کمرشل سکیل پر کامیاب بنایا جائے۔ یا اسے کسی لمیٹڈ کمپنی کے سپرد کر دیا جائے۔ یا اس کے حقوق کسی غیر فرم کے پاس فروخت کر دیئے جائیں۔

ٹیکنیکل مشورہ

علاوہ ان مسائل کے جن پر ہم مندرجہ بالا پروگرام کے ماتحت کام کریں گے تجارتی فرموں کو بھی حسب ضرورت اور حسب حالات ٹیکنیکل مشورہ دیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ضرورت ہو۔ تو کسی پرائیویٹ فرم کے لئے ریسرچ بھی کی جا سکے گی۔ بشرطیکہ وہ اس خاص مسئلہ پر ریسرچ کرانے کے تمام اخراجات اور ایک معقول رقم بطور گرانٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو دینے کیلئے تیار ہو۔

عام فہم لیکچر

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے منشاء کے مطابق فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا یہ کام بھی ہوگا۔ کہ مختلف اوقات پر پبلک میں عام فہم لیکچروں کا سلسلہ بھی جاری کرے۔ جن میں سائنس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ تا لوگوں کو سائنس کے علوم میں دلچسپی پیدا ہو۔ نیز اس ادارہ میں کام کرنے والوں کی یہ بھی ذمہ داری ہے۔ کہ بعض ایسے مسائل کو بھی حل کریں۔ جن میں سائنس اور مذہب میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے ابتدائی کام شروع کیا جا چکا ہے۔ اور احباب کو امید افزا نتائج کا انتظار کرنا چاہیئے۔ میں خدا تعالےٰ سے یہ امید رکھتا ہوں۔ کہ یہ انسٹی ٹیوٹ انشاء اللہ بہت جلد ہی دنیا کے بہترین تحقیقاتی اور علمی اداروں میں شمار ہوگی۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل اور نصرت شامل حال رہے۔ تو ایک وقت آئے گا۔ کہ یہ انسٹی ٹیوٹ دنیا کے بہترین اداروں میں ہی شامل نہیں ہوگی۔ بلکہ سب سے اعلےٰ علمی اور تحقیقاتی درسگاہ ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

معائنہ اور دُعا

مورخہ ۲ مارچ ۱۹۴۶ء بروز شنبہ حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ نے کالج کے شعبہ سائنس اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا معائنہ فرما کر دُعا فرمائی۔ نیز اس موقعہ پر حضور نے کام کرنے والوں کو بعض قیمتی نصائح اور زریں ہدایات سے بھی نوازا۔ جو کہ احباب کے استفادہ کے لئے عنقریب شائع کر دی جائینگی۔ احباب سے استدعا ہے۔ کہ وہ فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی کامیابی کے لئے ہمیں اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تا حضرت اقدس کے منشاء مبارک کے مطابق ہم ایسے کام کر سکیں۔ جو اسلام کی شان و شوکت کو بلند کرنے والے اور بنی نوع انسان کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ہوں خدا تعالےٰ اپنے خاص فرشتوں کے ذریعے سے اس ادارہ میں کام کرنے والوں کی راہ نمائی فرمادے اور انکے قلوب کو اپنے خاص نور کے ساتھ منور کرے۔

مسجد احمدیہ سرینگر کے قریب میں سینما ہال

کشمیر اسمبلی میں سوال

سرینگر کی مسجد احمدیہ کے قریب میں ایک سینما ہال زیر تعمیر ہے۔ اسکے قریب ہی شیعوں کا قبرستان ہے۔ اسکے سامنے گرلز سکول ہے۔ تھوڑے سے ہی فاصلہ پر ہری سنگھ زنانہ پارک ہے۔ جس کے اردگرد قدآدم سے اونچی دیوار پردہ کے لئے ہے۔ ایسے اہم اور ضروری ادارات کے قریب میں میونسپلٹی نے سینما ہال کی تعمیر کی اجازت دیکر اپنی عقلمندی کا ثبوت دیا ہے۔ چودھری حمید اللہ صاحب مسلم گروپ کے ایک سوال کے جواب میں کشمیر اسمبلی کے حالیہ اجلاس ۲۷ مارچ ۱۹۴۶ء کو حکومت کی طرف سے بتلایا گیا۔ کہ اس سینما ہال کی تعمیر کی منظوری میونسپل کمیٹی نے دی ہے۔ اور ایکٹ کے تحت ہال کی تعمیر کے بعد سینما چلانے کے لئے لائسنس دینا گورنر صاحب کشمیر کا کام ہوگا وہ اگر مناسب سمجھیں تو سینما چلانے کے لئے لائسنس نہ دیں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ صرف اس قدر جواب دے دینے سے حکومت کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔ اسے یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا ایسے مقام پر جسکے اردگرد ایسے اہم اور ضروری ادارات ہیں سینما چلانے کی اجازت دینا مناسب ہے اگر نہیں تو پھر میونسپلٹی کی اجازت منسوخ ہونی چاہیئے۔ ہمیں خدشہ ہے کہ ہال کی تعمیر ۔۔۔۔ اس ضمن میں تحاریک تخفیف کے نوٹس دیئے ہیں جو توقع ہے۔ کہ ۲ر اپریل کو ایوان اسمبلی میں پیش ہونگی۔ (خاکسار عبد الواحد امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر حال وارد جموں)

احمدی والدین کا مقدس ترین فرض

ہر انسان یہ چاہتا ہے۔ کہ جس مقصد کے لئے اس نے اپنی زندگی صرف کی ہے وہ مقصد اس کے مرنے کے بعد بھی پورا ہوتا رہے۔ دراصل نسل کی فطرتی خواہش اسی طبعی جذبہ کا نتیجہ ہے جسمانی طور پر جانشین جسمانی ذکر کو قائم کرتا ہے۔ اور روحانی جانشین روحانی ذکر کو قائم رکھتا ہے۔ زندہ قوموں کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ان کی نئی پود اور آئندہ نسل اسی مقصد کو پیش نظر رکھے۔ جو ان کے آباؤ اجداد کے پیش نظر تھا۔ اور اس رنگ میں رنگین ہو جس میں ان کے باپ دادے رنگین تھے۔ اگر کسی قوم کے بچے وہ تربیت حاصل نہ کریں جو انہیں اپنے باپ دادوں کے نقش قدم پہ چلانے والی ہو۔ تو وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی۔ اور نہ اسے دینی اور دنیوی عزت نصیب ہو سکتی ہے

جماعت احمدیہ کے لئے اس وقت سب سے اہم سوال یہ ہے کہ وہ کس طریق سے دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم کرے۔ اپنی زندگیوں میں صحابہؓ اور دوسرے لوگ مقدور بھر اس مقصد کے حصول میں کوشاں رہیں گے لیکن اگر ان کی اولاد دین کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں ان کے نقش قدم پر نہ چلے۔ تو جماعت احمدیہ کے لئے اس اہم مقصد کا حصول ناممکن ہو جاتا ہے۔ انسانی زندگی نہایت مختصر ہے اور بالعموم کوئی شخص اپنی انفرادی زندگی میں اپنی تمام ذمہ واریوں سے ایسے طور پر سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ کہ ان میں مزید تکمیل کی ضرورت باقی نہ رہے۔ اسی لئے ہر فرد اپنے رنگ کا جانشین پسند کرتا ہے۔ اور ہر قوم کے عقلمند ایسی اولاد دیکھنا چاہتے ہیں جو ان کی ذمہ واریوں کو اپنے کندھوں پر اٹھانے والی ہو۔ خدا کی بادشاہت کو زمین پر قائم کرنا چند سالوں کا کام نہیں۔ بلکہ یہ صدیوں اور نسلوں کا کام ہے۔ اس لئے ہر مومن مخلص کا اولین فرض ہے۔ کہ اپنی اولاد کو دیندار بنائے۔ اور اس کے دل کو خدمت دین کے جذبہ سے معمور کر دے۔ اس کے بغیر یہ توقع ایک خیال خام ہے۔ کہ ہم اس امانت کی ادائیگی سے سبکدوش ہو سکیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے نتیجہ میں ہم پر عاید ہوتی ہے۔ اپنی اولاد کو دین کی تعلیم دینا اور دینی ماحول میں رکھنا جہاں جماعتی طور پر ایک لازم فرض ہے۔ وہاں انفرادی طور پر بھی یہ نہایت ضروری بات ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ انسان کے مر جانے کے بعد اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو شخص اپنے پیچھے ایسا نیک بچہ چھوڑ جاتا ہے۔ جو اس کے لئے دعائیں کرتا رہتا ہے۔ تو اس کے اعمال کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پس انسان کا ذاتی فائدہ اور اس کا اجتماعی فائدہ اسی میں ہے۔ کہ وہ اپنی اولاد کو دینی تربیت دے اور اسے خادم دین بنائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مقصد کے لئے مدرسہ احمدیہ جاری فرمایا۔ کہ جماعت کے نونہال دینی تربیت حاصل کریں۔ اور ایسے عالم پیدا ہوں جو دین کو خود سمجھنے ہوں اور دوسروں کو سمجھانے پر قادر ہوں۔ ظاہر ہے کہ عربی زبان کی وسعت اور قرآن مجید کے لامتناہی حقائق و معارف کے پیش نظر ضروری ہے۔ کہ جماعت کا ایک طبقہ اپنی ساری زندگی اس کے لئے وقف کر دے۔ وہ عربی زبان سیکھ کر اللہ تعالےٰ کی تائید حاصل کر کے معارف قرآن سے بہرہ ور ہوں۔ اور خدا کی اس پاک کتاب کے حقائق دوسرے انسانوں تک پہونچائیں۔ ان کی زندگی کا مقصد و مدعا صرف خدمت دین ہو ایسے لوگوں کا جماعت میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ بے شک جماعت کی تکمیل کے لئے ہر فن اور ہر علم کے جاننے والے اس میں ہونے چاہئیں۔ خواہ وہ فن اور علم دنیوی ہو یا دینی۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہماری جماعت کے قیام کے مقصد کے پیش نظر قرآن پاک کی زبان کے ماہرین اور اس آسمانی صحیفہ کے انوار سے منور لوگ جو اپنی زندگی وقف کر کے خدمت اسلام ہی کو اپنا مقصد قرار دے لیں۔ ہماری جماعت میں ریڑھ کی ہڈی کی مثال ہیں۔ جماعت کا فرض ہے کہ ایسے طالبعلم مہیا کرے۔ جو بچپن سے ہی دینی تعلیم حاصل کر کے خدمت دین کے لئے اکناف عالم میں پھیل جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے مدرسہ احمدیہ جاری فرمایا اور اسی مقصد کی تکمیل کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت کو بتاکید توجہ دلائی ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ میں اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے بھیجیں۔ حضور نے بہاننگ فرمایا ہے۔ کہ ہر خاندان کا یہ فرض ہے۔ کہ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم ایک بچہ ضرور مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائے۔ مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہونے والے طالبعلم جامعہ احمدیہ میں آتے ہیں۔ اور جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہو کر خدمت دین کے لئے دنیا کے مختلف ممالک میں بھیجے جاتے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کا معیار مڈل مقرر ہے۔ مڈل کے امتحانات ہو چکے ہیں۔ اور عنقریب نتائج نکلنے والے ہیں۔ اس موقعہ پر احمدی والدین سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں۔ موجودہ حالات میں احمدی والدین کا یہ مقدس فرض ہے۔ کہ وہ کم از کم ایک بچہ ضرور دینی تعلیم و خدمت اسلام کے لئے وقف کریں۔ اللہ تعالےٰ کے لئے قربانی کرنے والے نہ پہلے کبھی ضائع ہوئے ہیں۔ اور نہ اب ضائع ہوں گے۔ بلکہ افضال الٰہیہ کے وارث بنیں گے۔ خدا کا یہ منشاء ہے۔ کہ اس آخری دور میں اسلام کو ساری دنیا میں اپنی شان و شوکت سے قائم کر دے۔ مبارک ہیں وہ والدین جن کے بچے اس الٰہی منشاء کو پورا کرنے میں حصہ لیں گے۔ اور خوش قسمت ہیں وہ بچے جو اس فریضہ کو ادا کریں گے ؎

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

خاکسار۔ ابوالعطاء جالندھری
پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

ایک ضروری اعلان

ہر شخص جو سابقہ مطبوعہ فہرستوں میں بطور ووٹر درج ہو چکا ہے اس کا نام بھی نئی فہرست میں درج ہونا ضروری ہے۔

بعض دوستوں نے دریافت کیا ہے کہ جن لوگوں کا نام سابقہ انتخابات کی فہرستوں میں بطور ووٹر درج ہو چکا ہے۔ آیا ان کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ جائیداد کی بنا پر پٹواری کے ذریعہ سے یا تعلیم وغیرہ کی بنا پر بذریعہ درخواست اپنا نام درج کرائیں۔ ممکن ہے کہ یہ شبہ دوسرے دوستوں کو بھی پیدا ہوا ہو۔ سو اس کے ازالہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر شخص خواہ وہ پہلی فہرستوں میں ووٹر درج ہو چکا ہے۔ یا اس کا نام کسی وجہ سے درج نہیں ہوا۔ ضروری ہے کہ وہ جدید فہرستوں میں اپنا نام درج کرائے۔ البتہ جو پہلی فہرستوں میں بطور ووٹر درج ہو چکے ہیں۔ ان کے لئے کسی مزید ثبوت بصورت سرٹیفکیٹ۔ رسید یا تصدیق وغیرہ کی ضرورت نہیں وہ صرف مطبوعہ فہرستوں کا حوالہ دے کر درخواست میں اپنا نمبر درج کریں۔ یعنی یہ کہ فلاں سنہ کی مطبوعہ فہرست میں صفحہ فلاں پر فلاں نمبر کے ماتحت میں بطور ووٹر کے قرار دیا گیا ہوں جو دوست جدید ووٹر ہوں گے۔ ان کو اپنی صفات رائے دہندگی کا ثبوت حسب مطلوبہ دینا ہوگا۔

ناظر امور عامہ قادیان

قادیان سے نائیجیریا تک کا سفر — دلچسپ حالات

اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھ خاکسار کو اپنی زندگی خدمت اسلام اور تبلیغ احمدیت کی خاطر وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور کچھ ایسے طور سے نوازا۔ کہ باوجودیکہ بہت بعد میں آیا۔ لیکن جلد میدان عمل میں داخل ہونے کا موقعہ عطا فرمایا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

میرے ساتھ دو اور دوست مکرم محمد اسحاق صاحب صوفی مولوی فاضل اور مکرم چودھری عبدالحق صاحب مولوی فاضل واقفین بھی تھے۔

قادیان سے روانگی

۲۴ نومبر کو ہمیں پاسپورٹ ملے۔ اور ۲۶ نومبر کو تین بجے کی گاڑی سے جانے کا ارشاد تھا۔ اتنے لمبے سفر کی تیاری اور اس قلیل عرصہ میں بہت مشکل تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ کا فضل ہمارے شامل حال ہوا۔ اور ہم خدا کے فضل سے ۲۶/۱۱/۴۵ کو تین بجے کی گاڑی سے اس طول طویل سفر کے لئے روانہ ہوئے۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ ذرہ نوازی باوجود ناسازیٔ طبیعت ہمیں ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ ایک بڑا ہجوم ہمیں الوداع کہنے کے لئے سٹیشن پر موجود تھا۔ راستہ میں بٹالہ امرتسر اور لاہور اور دہلی کے احباب جماعت سے ملاقات ہوئی۔ قادیان سے روانگی کا نظارہ بھی عجیب پردرد ہوتا ہے۔ اسکی کیفیت وہی سمجھ سکتا ہے۔ جس پر یہ گذرے۔ ایک طرف انتہائی خوشی ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف قادیان کی محبت اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کا مبارک وجود اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔

بمبئی میں مکرم مولوی نیر صاحب نے ہمیں احمدیہ دارالتبلیغ میں اتارا۔ جہاز کی کوئی معین تاریخ نہ تھی۔ اسلئے آٹھ دن تک ہمیں انتظار کرنا پڑا۔ جناب سیٹھ اسماعیل صاحب آدم اور نیر صاحب نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ کے حالات سنائے۔ کئی اصحاب نے دعوتیں کیں۔ ہم ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

بمبئی سے روانگی

بمبئی سے ہمارا جہاز خسرو نامی ۵/۱۲/۴۵ کو روانہ ہوا۔ جہاز میں عدن کو جانے والے ہندوستانی تاجر تھے۔ جن میں ۶۰ فی صدی ہندو اور ۴۰ فی صدی مسلمان تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے نام پر جانے کے لئے ہمارے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اکثر لوگ جب ہم سے دریافت کرتے کہ آپ کس کام اور کس غرض کے لئے جا رہے ہیں۔ اور ہم جواب دیتے۔ کہ تبلیغ اسلام کی خاطر۔ تو وہ یہ بات سمجھ ہی نہ سکتے۔ کہ محض اس کام کے لئے بھی کوئی شخص اتنے دور دراز علاقہ میں جا سکتا ہے۔ جہاز میں ہم تبلیغ میں مصروف رہے۔ جہاز کے انگریز کیپٹن اور دوسرے عہدہ داروں کو لٹریچر پڑھنے کو دیا۔

عدن

آٹھ دن کے بعد ہمارا جہاز عدن پہنچا۔ اور دو دن ٹھیرا۔ اس عرصہ میں ہم وہاں کے احمدی احباب مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب اور دیگر دوستوں سے ملے۔ یہاں کی جماعت بفضل خدا اخلاص کا بہترین نمونہ ہے۔ اگرچہ جماعت چھوٹی ہے۔ مگر قریبًا سارے کے سارے نہایت کامیاب ڈاکٹر ہیں۔ عدن ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ دو پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے۔ دو آبادیاں ہیں۔ بندرگاہ اور شہر ان دونوں میں چار میل کا فاصلہ ہے۔ یہ فری پورٹ ہے قریبًا ۸۰ فی صدی تجارت ہندوستانی تاجروں کے ہاتھ میں ہے۔ جن میں نصف کے قریب مسلمان اور نصف ہندو ہیں۔ جنگ سے پہلے تو یہ دنیا بھر میں ارزاں ترین منڈی تھی۔ صرف سنگاپور اور ہانگ کانگ ہی اس کے مقابلہ کی تھیں۔ اب بھی کوئی ایسی گراں نہیں ہے۔ اس موقعہ پر عدن کے بعض حالات کا بیان کر دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

باوجود اتنا بڑا مشہور شہر ہونے کے تعلیم کا انتظام بالکل ناقص ہے۔ آپ حیران ہونگے۔ کہ کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ صرف ایک دو مڈل سکول اور پرائمری سکول ہیں۔ ہاں ایک عیسائی انسٹی ٹیوٹ عربوں کو انگریزی پڑھانے میں کوشاں ہے۔ یہاں پر عیسائی مشن کا کافی زور ہے۔ دو فری ہسپتال لائبریری اور ریڈنگ روم کھول رکھے ہیں۔

یہاں نمک کا ایک وسیع کارخانہ ہے۔ جو دس میل کے رقبہ میں ہے۔ یہاں کا نمک بہت دور دور جاتا ہے۔ نائیجیریا اور سارے سوڈان میں یہی نمک استعمال ہوتا ہے۔

ترکوں کے زمانہ کا ایک بلند قلعہ اور پانی کے تالاب موجود ہیں۔ جو گذرے ہوئے زمانہ کی یاد دلاتے ہیں۔ عدن میں احمدی تاجروں کے لئے کافی گنجائش ہے۔ یہاں اردو زبان سے بھی کام چل جاتا ہے۔ اور یہاں کی عربی بھی ایسی ہے۔ جو تین ماہ رہنے سے بخوبی آ جاتی ہے۔

پورٹ سوڈان

۱۸/۱۲/۴۵ کو ہمارا جہاز پورٹ سوڈان پہنچا پہنچتے ہی جو دلچسپ اور حیران کن بات تھی۔ وہ یہاں کے حبشی قلیوں کے بال تھے۔ بہت ہی وحشیانہ قسم کے تھے۔

شہروں کی بناوٹ مغربی طریقہ پہ ہے۔ نہایت کھلے کھلے بازار ہیں۔ کوچے بھی بہت کشادہ ہیں۔ نالیاں بنی ہوئی ہیں۔ ہندوستانی مسلمان تاجر صرف عدن تک ہی تھے۔ سوڈان میں کہیں کوئی ہندوستانی مسلمان نظر نہیں آیا۔ ہاں ہندو تاجر کافی تعداد میں ہیں۔ اور بڑی بڑی تجارتیں ان کے ہاتھ میں ہیں۔ احمدی تاجروں کے لئے خصوصًا بہت گنجائش ہے۔ سفید رنگ ہونے کی وجہ سے باشندے ان کو خاص عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

تعلیم کی سارے سوڈان میں بہت کمی ہے۔ عربی کا کوئی باقاعدہ مدرسہ نہیں ہے۔ بعض مولوی اپنے ہاں لڑکوں کو پڑھاتے ہیں۔ انگریزی مدارس بھی عام طور پر مڈل تک ہیں۔ سارے سوڈان میں صرف خرطوم میں ہائی سکول اور کالج ہیں۔

یہاں کے باشندوں کی شدید خواہش ہے کہ اسلام کا دوبارہ عروج ہو۔ اس لئے جس جس سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا۔ نہایت ہمدردی سے پیش آیا۔ سوڈان کے کسٹم ہاؤس میں جب مفتش کو علم ہوا۔ کہ ہم اسلامی مبلغ ہیں۔ تو نہایت خوشی کا اظہار کیا۔ اور چند کتابوں کا مطالبہ کیا۔ ہم نے ان کو قادیان اور فلسطین کے ایڈریس نوٹ کرائے۔ چونکہ ہم عربی زبان میں بولتے تھے۔ اس لئے سب یہی خیال کرتے تھے۔ کہ حجاز سے آئے ہیں۔ اور ان کو بڑا تعجب ہوتا تھا۔ کہ ہندوستان میں بھی بہت سے عربی مدارس ہیں۔ سوڈانی لوگوں کا عام طور پر یہی خیال ہے۔ کہ ہندوستان میں سب ہندو ہیں۔ ایک دفعہ عجیب لطیفہ ہوا۔ پورٹ سوڈان میں ہم ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ بوڑھا کشتی بان کہنے لگا۔ تم ہندو ہو۔ ہم نے جواب دیا۔ ہم تو مسلمان ہیں۔ لیکن اسے بالکل یقین نہ آتا تھا۔ اس لئے اس نے کہا۔ کہ سورہ فاتحہ سناؤ۔ جب ہم نے سنائی۔ تو پھر اسے یقین ہوا۔ نمازیں اکثر لوگ پڑھتے ہیں۔ اور وقت پر پڑھنے کا اتنا خیال ہے۔ کہ جہاں نماز کا وقت ہوا۔ جھٹ نماز شروع کر دی۔ اگر نماز کے وقت کسی سٹیشن پر گاڑی ٹھہری۔ تو وہاں زمین پر نیت باندھ دی۔ مگر نماز نہایت سرعت سے پڑھتے ہیں۔ اور دیکھنے والا سمجھ نہیں سکتا۔ کہ نماز پڑھتے ہیں یا کوئی اور کام کرتے ہیں۔ کیونکہ ضرورت کے موقعہ پر اکثر ادھر ادھر دیکھ لیتے ہیں۔ اور ویسے بھی اکثر ہاتھ چھوڑ کر پڑھتے ہیں۔

مساجد کی سارے سوڈان میں بہت کمی ہے۔ عام طور پر ایک شہر میں صرف ایک مسجد ہے۔ اور وہ بھی صرف جمعہ کے لئے مخصوص۔ باقی اوقات میں اکثر تالہ لگا دیتے ہیں تاکہ بےحرمتی نہ ہو۔ اکثر لوگ نمازیں دوسری جگہوں پر ادا کرتے ہیں۔ خرطوم جیسے شہر میں درحقیقت ایک ہی مسجد ہے۔ ہاں مساجد کا نقشہ بہت اچھا ہے۔ بہت بڑا احاطہ ہوتا ہے۔ جس کے درمیان مسجد ہوتی ہے۔ مسجد سے ملحق ایک بلند مینار اذان کے لئے بنا ہوتا ہے۔

یہاں کی بڑی خوراک گوشت ہے۔ اور پینے کیلئے چائے قہوہ اور کافی ہیں۔ ہم حیران ہیں۔ کہ آب ہوا سخت گرم غذا گرم مگر باشندوں کی طبیعتیں نہایت نرم ہیں۔ ہم نے کسی کو لڑتے نہیں دیکھا۔ کسی کو گالی دیتے نہیں سنا۔ گالی کے لفظ سے خیال آیا۔ کہ عربی زبان کیسی میٹھی زبان ہے۔ کہ گالیوں کے لئے اس میں کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ جب لوگ آپس میں ملتے ہیں۔ تو دعاؤں کا پل باندھ دیتے ہیں۔ اور بلا مبالغہ آدھ گھنٹہ میں ان کا السلام علیکم ختم ہوتا ہے۔ اور بعد میں دوسری باتیں شروع ہوتی ہیں۔

عیسائیوں کی کوششیں یہاں بھی وسیع پیمانے پر دیکھنے میں آئیں۔ سینکڑوں عرب عیسائیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ جلد تمام ممالک میں پھیل جائیں۔ اور گمراہ لوگوں کو راہ راست پر لائیں۔ یہاں کا ایک عجیب رواج یہ ہے۔ کہ تقریبًا ہر مرد اور عورت کے منہ پر لمبے لمبے نشان لگے ہوتے ہیں۔ جب پہلے پہل میں نے دیکھا تو خیال کیا۔ کہ شاید کسی بیماری کے باعث ہوگا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا۔ کہ یہاں یہ نہایت ظالمانہ فعل کرتے ہیں

جب بچہ ابھی چھوٹا ہوتا ہے۔ تو اس کے منہ پر استرے سے بڑے بڑے گہرے لمبے لمبے یا چوڑی لکیریں ڈال دیتے ہیں جو کہ ماتھے سے لے کر ٹھوڑی تک ہوتے ہیں۔ کئی لوگوں کے منہ پر تو یہ لکیریں تیس تیس چالیس چالیس ہوتی ہیں۔ اور کہتے یہ ہیں کہ سوڈان کا نشان ہے۔ اور خوبصورتی کا ذریعہ۔ بلکہ یہاں تک دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ وہ اپنے گھر میں لگی ہوئی تصویروں پر بھی خود اپنے ہاتھ سے یہ نشان لگا دیتے ہیں۔ تا کہ ان کے معیار کے مطابق خوبصورت معلوم ہوں۔ پھر پیشانی اور منہ کے علاوہ کسی کے پیٹ پر کسی کے سینہ پر بھی ایسے ہی نشانات دیکھنے میں آتے ہیں۔ میرا تو خیال ہے۔ کہ ان لکیروں کے زخم کم از کم دو ماہ میں ٹھیک ہوتے ہوں گے۔ کیونکہ بعض تو بہت ہی گہرے زخم ہوتے ہیں۔ یہاں کے باشندوں کی اصل غذا تو گوشت ہے۔ گندم چاول اور باجرہ بھی عام ملتا ہے۔ دودھ اور گھی بھی سستا ہے۔ فرنچ سوڈان میں ایک جگہ گوشت پاس کرنے کا عجیب طریقہ دیکھا۔ وہ یہ کہ ذبح سے پہلے ڈاکٹر کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب جانور ذبح ہو چکے تو ڈاکٹر آتا ہے۔ اور ذبح شدہ جانور کی کلیجی۔ پھیپھڑا۔ دل گردے اور زبان چیر پھاڑ کر ٹسٹ کرتا ہے۔ اگر تو ان میں بیماری کے اثرات پائے جائیں تو سارا گوشت پھینک دیا جاتا ہے۔ ورنہ اسے پاس کر دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ردی گوشت اس علاقہ میں نہیں ہو سکتا لیکن یہ تو تبھی ہو سکتا ہے۔ جب ڈاکٹر دیانتدار ہوں۔ دریائے نیل کے ارد گرد زمینوں کے علاوہ اکثر علاقہ بنجر ہے کہیں کہیں باجرے کی فصل ہوتی ہے۔ خدا کی حکمت ہے۔ بیلوں کی بہت کثرت ہے۔ مگر سوائے ان کو ذبح کرنے کے اور کوئی کام ان سے نہیں لیا جاتا۔ سوڈان کی روئی نہایت شاندار ہے۔ یہاں کی اکثر روئی ہندوستان جاتی ہے۔ ان ممالک میں قبروں کے متعلق مشرکانہ عقائد کا نام و نشان نہیں ہے ہمیں یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ ہم نے اس بات کا ذکر ایک بڑے رئیس سے کیا۔ تو وہ سخت حیران ہو کر پوچھنے لگا۔ کہ کیا مسلمان ایسا کرتے ہیں کتاب پڑھنے کا عجیب رواج ہے۔ بجائے اس کے کہ جلد بنوائیں۔ جلد اکھیڑ کر کتاب ورقہ ورقہ کر لیتے ہیں۔ اور اسی طرح پڑھتے ہیں

فرنچ سوڈان میں خصوصاً شراب کی بہت کثرت ہے۔ شراب بنانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ایک مقام پر ہم جس کوارٹر میں ٹھہرے ہوئے تھے اس کے پہرہ دار نے شام کو شراب پی۔ جب ہمیں معلوم ہوا۔ تو ہم نے آفیسر کے پاس اس کی شکایت کی اس نے ہنس کر کہا۔ میں تو خود اسے استعمال کرتا ہوں۔ اسے کیسے روک سکتا ہوں۔

فرنچ سوڈان کے شہروں میں داخل ہوتے ہی جو بات سب سے زیادہ جاذب توجہ ہے۔ وہ قیدیوں کی کثرت ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان سے گورنمنٹ کی عمارتیں اور سڑکیں بنوائی جاتی ہیں۔ شہروں کی صفائی بھی یہی لوگ کرتے ہیں۔

سوڈان میں سوق یعنی بازار کا رواج عام ہے۔ ہر چھوٹے بڑے گاؤں میں گاؤں سے باہر وسیع بازار لگتا ہے۔ جس میں عام طور پر عورتیں دوکانیں لگاتی ہیں۔ ضرورت کی سب چیزیں مل جاتی ہیں۔ کپڑے وغیرہ کی دوکانیں بھی ہوتی ہیں۔ غرضیکہ ایک مکمل بازار لگتا ہے۔ جو دن کے دس بجے سے شام کے چار بجے تک رہتا ہے۔

اس ذکر میں کچھ صحرا کی بابت بھی عرض کرتا ہوں۔ عام طور پر صحرا کے لفظ سے یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ بس ریت ہی ریت ہوگی۔ اور درختوں کا نام و نشان نہ ہوگا۔ مگر یہ صحرا جسے ہم عبور کر کے آئے ہیں۔ اور کوئی سترہ سو میل کا سفر تھا۔ یہ صحرا ایسا نہ تھا۔ بڑے بڑے درخت اور جھاڑیاں کثرت سے تھیں۔ زمین بے شک ریتلی تھی۔ مگر پہاڑ بھی کثرت سے تھے۔ ان جنگلات میں ہر قسم کے جانور ہرن۔ شتر مرغ۔ زرافہ۔ تیتر اور خرگوش کے علاوہ بھیڑیے۔ گیدڑ۔ ریچھ۔ بندر۔ اور شیر بھی ہیں۔

نائیجیریا

بہت سرسبز ملک ہے۔ زراعت عام ہے۔ ابھی تک جنگلات کافی ہیں پہاڑ کثرت سے ہیں بارش بہت ہوتی ہے۔ عورتیں روزی کمانے میں مردوں کے دوش بدوش ہیں۔ ہر عورت اپنی روزی خود کماتی ہے۔ اسی مغربیت کے اثر کے باعث اکثر میاں بیوی کے تعلقات جلد کشیدہ ہو جاتے ہیں۔ کوئی عورت بچہ گود میں نہیں اٹھاتی۔ کمر سے کپڑا باندھ کر بچہ کو اٹھائے رکھتی ہے۔ اور سارا دن اپنے کام میں مشغول رہتی ہے۔ یہاں کے لوگ نسبتاً دین سے زیادہ غافل ہیں۔

ایک بڑی ہندو فرم یہاں تینوں ممالک نائیجیریا۔ گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں قائم ہے۔ تمام بڑے بڑے شہروں میں ان کی شاخیں قائم ہیں ہندو جن کو ہندوستان کے مسلمان بزدل خیال کرتے ہیں۔ وہ تو بہت سے ممالک میں چھائے ہوئے ہیں مگر ہندوستان کے بہادر مسلمان کہیں نظر نہیں آتے ہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام ہر جگہ موجود ہیں۔ لیکن مال دنیوی حاصل کرنے کیلئے نہیں بلکہ روحانی خزائن لٹانے کیلئے (خاکسار محمد افضل قریشی۔ مولوی فاضل واقف زندگی از لیگوس)

سلام بحضور امام

سلام اے مصلح موعود اے محبوب یزدانی
سلام اے ناخدائے کشتی دیں ظل سبحانی

سلام اے "مظہر اول" سلام اے "مظہر آخر"
مسیح پاک کے لخت جگر اے مرد سلمانی

سلام اے نور کے پیکر "رضا کے عطر سے ممسوح"
ترے انوار نے بخشی ہر اک ذرے کو تابانی

سلام اے "باعث فخر رسل" اے "جان مجتبیٰ"
سلام اے "موجب ترک ملامت" "بشیر ثانی"

سلام اے "صاحب عظمت" سلام اے پرشکوہ آقا
دلوں کی مملکت کے حکمراں اے شاہ روحانی

سلام اے "کلمۃ اللہ" اے "مسیحی نفس" "روح اللہ"
تری یہ برق رفتاری ہے تمہید جہانبانی

"علوم ظاہری و باطنی سے پر" کیا تجھ کو
مبارک ہو مرے آقا تجھے یہ فضل ربانی

مسیح کے حسن و احساں میں نظیر اے نرم دل آقا
"گرامی ارجمند" ہے تو نہیں کوئی ترا ثانی

سلام اے مخزن علم و عمل اے کان یکتائی
"نظام نو" کے حامل خضر راہ "سیر روحانی"

نہ کیوں بسمل ہو غالب احمدیت جبکہ رہبر ہوں
امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

(از جناب [illegible] صاحب بسمل)

آریہ سماج نئی دہلی سے "ویدک دھرم میں عورت کا مقام" پر مناظرہ

آریہ سماج دہلی کے سالانہ جلسہ کے لئے آریہ سماج نئی دہلی کا جلسہ تھا۔ اُن کی طرف سے ایک چٹھی خاکسار کو موصول ہوئی۔ کہ احمدیہ جماعت کو مناظرہ کے لئے وقت دیا جا سکتا ہے۔ خاکسار کو دو مضمون مناظرہ کے لئے لکھ کر بھیج دیئے آریہ سماج نئی دہلی نے جواب میں "ویدک دھرم میں عورت کا مقام" کے مضمون پر مناظرہ منظور کر لیا ہمیں تعجب ہوا ابھی ایک سال بھی نہیں گذرا۔ کہ دہلی شہر میں اس مضمون پر مناظرہ کرتے ہوئے آریہ سماج کو ایسی ہزیمت اٹھانی پڑی جو مدتوں سے یاد رہے گی۔ پھر معلوم نہیں اس مضمون کو منتخب کرنے میں کیا حکمت مدنظر ہو سکتی ہے۔ بہرحال یہ مناظرہ نئی دہلی میں ہوا۔ اور سامعین میں کئی ہزار تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ ہماری طرف سے جناب مولوی ابو العطاء صاحب فاضل پرنسپل جامعہ احمدیہ مناظر تھے۔ اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت بدھ جی لال صاحب تھے۔ جو باوجود عمر رسیدہ ہونے کے بدزبانی میں اچھے مشاق معلوم ہوتے ہیں۔ خیال ہوا۔ کہ غالباً اسی وجہ سے مذکورہ بالا مضمون پر دوبارہ مناظرہ کے لئے پنڈت صاحب موصوف کو بلایا گیا ہے۔ تا وہ اپنی بدزبانی کی آڑ میں مناظرہ کی شکست اور ذلت کو چھپا سکیں۔ لیکن آریہ سماج کو اس کا بھی تجربہ ہو گیا۔ کہ حق ایسے اوچھے ہتھیاروں سے چھپ نہیں سکتا۔ اور صداقت ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔

احمدی مناظر کی تقریر

جناب مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ ستیارتھ پرکاش میں ہے کہ عورت اور مرد کی پیدائش کا یہی مقصد ہے۔ کہ دھرم سے بیٹے وید کے مطابق بیاہ یا نیوگ سے اولاد پیدا کریں صفحہ ۱۲۵ اور اولاد پیدا کرنے کے لئے ہر دو حسب ذیل قاعدہ بتایا گیا ہے:۔

"عورت بانجھ ہو تو آٹھویں برس اولاد ہو کر مر جائے تو دسویں برس جب جب اولاد ہو تب تب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں تو گیارھویں برس تک۔ اور بدکلام بولنے والی عورت ہو تو جلد ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے" صفحہ ۱۲۹

مذکورہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے کہ مرد و عورت کی پیدائش کا مدعا اولاد پیدا کرنا ہے۔ اور اگر کسی کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوں۔ تو یہ مدعا پورا نہیں ہوتا۔ جس سے ظاہر ہے کہ آریہ دھرم نے عورت کو کوئی پوزیشن نہیں دی۔ اور نہ لڑکیوں کو اولاد میں شامل سمجھا ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل تعلیم پر غور کرنے سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آریہ دھرم میں عورت کو کیا مقام دیا گیا ہے

(۱) جو لوگ دنیوی چیزوں کی خواہش رکھتے ہیں۔ وہ عورت کا جنم پاتے ہیں۔ (۲) نیوگ سے پیدا شدہ لڑکے جائداد کے وارث ہوتے ہیں۔ لیکن لڑکی وارث نہیں ہو سکتی۔ (۳) پتر اسکو کہتے ہیں جو نرک سے بچاتا ہے۔ (۴) ہمیشہ لڑکی باپ کے، بیوی شوہر کے۔ اور ماں بیٹے کے تابع رہے۔ عورت کبھی خود مختار نہ رہے (۵) عورت کے لئے نہ کوئی ملکیت ہے۔ اور نہ قانوناً وہ جائداد کی وارث ہے۔ (۶) عورت مرد کا بچھوڑا کبھی نہیں ہو سکتا اور بیاہی عورت اور مرد کا تعلق دونوں کی موت تک رہتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مرد کتنا ہی ظلم روا رکھے۔ اور عورت کتنی ہی مظلوم کیوں نہ ہو آریہ دھرم کے مطابق اس بیچاری کی رہائی اور مخلصی کی کوئی صورت نہیں ہے۔

آریہ پنڈت کا جواب

پنڈت جی نے ان واضح اور صاف مطالبات کا جواب تو کیا دینا تھا۔ پہلے ادھر ادھر کی باتوں سے اصل سوالات کو ٹالتے رہے۔ لیکن بار بار تقاضا کرنے پر بڑے جوش میں کہنے لگے۔ خاندان ہمیشہ لڑکے سے چلتا ہے۔ لڑکی سے کبھی خاندان نہیں چلا کرتا۔ اس لئے نسل کو قائم رکھنے کیلئے اور خاندان چلانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اگر کسی کے ہاں لڑکا نہ ہو۔ تو نیوگ کے ذریعہ لڑکا حاصل کیا جائے۔ ورنہ نسل اور خاندان کے منقطع اور برباد ہو جانے کا اندیشہ لازم آتا ہے۔ وراثت وغیرہ کے لئے کہا۔ کہ ویدوں میں اس کی تفصیل نہیں ہے۔ یہ رشیوں کا کام ہے۔ کہ وہ بتائیں کہ جائداد کس طرح تقسیم ہو۔ نیز کہا کہ تعدد ازدواج اور طلاق کے مکروہات اور خرابیاں نیوگ سے بہت زیادہ ہیں

احمدی مناظر کی تقریر

جناب مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ پنڈت جی نے اس جواب پر بہت ناز کیا ہے۔ کہ نسل اور خاندان کو قائم رکھنے کے لئے لڑکے کا ہونا ضروری ہے کیونکہ نسل لڑکی سے نہیں چلا کرتی بلکہ لڑکے سے چلتی ہے۔ حالانکہ یہ جواب بالکل فضول ہے۔ فرض کرو کہ نتھو رام کے لڑکا پیدا نہیں ہوتا۔ اب نسل قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ نتھو رام کی بیوی نیوگ کے ذریعہ لڑکا حاصل کرے۔ وہ کھڑک سنگھ سے نیوگ کرتی ہے اور اس سے لڑکا پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن غیرتمند دیہ تو سوچو کہ نتھو رام کی بیوی نے لڑکا کس سے حاصل کیا۔ نتھو رام سے یا کھڑک سنگھ سے اگر کھڑک سنگھ سے تو پھر نسل نتھو رام کی چلی یا کھڑک سنگھ کی؟ پس لعنت اور رسوائی کا طوق گلے میں ڈالنے کے بعد بھی مقصد حاصل نہیں ہوتا کیونکہ کھڑک سنگھ سے نتھو رام کی نسل کیونکر چل سکتی ہے یہ فلاسفی ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اس گتھی کو سلجھا دیا جائے اس کے بعد پنڈت جی ایسے خاموش ہوئے۔ کہ نسل اور خاندان کے لقاء کی سب اہمیت بھول گئے۔

وراثت کے بارہ میں جناب مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں تفصیل دریافت نہیں کرتا۔ میں صرف اتنا ہی دکھا دیا جائے۔ کہ لڑکیاں اپنے مرد کی وارث ہیں۔ اور قانوناً وہ اپنا حصہ لے سکتی ہیں۔ طلاق پر اعتراض کے بارہ میں جناب مولوی صاحب نے اسلامی تعلیم کی حکمت اور برتری اچھی طرح واضح فرمائی۔ اور بتایا کہ طلاق کے بعد مرد اور عورت کا کوئی تعلق قائم نہیں رہتا۔ لیکن اس کو نیوگ پر قیاس کرنا حد درجہ کی جہالت ہے۔ کیونکہ نیوگ کی صورت میں میاں بیوی کا تعلق منقطع نہیں ہوتا بلکہ بدستور قائم رہتا ہے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے

"جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہ ہو سکے گی تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے۔ لیکن اس بیاہے عالی حوصلہ خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے" صفحہ ۱۲۹

ہمارے اس مطالبہ کا کہ اگر طلاق حقیقی علاج نہیں تو آریہ دھرم نے مظلوم عورت کی رہائی اور مخلصی کیلئے جو طریق بتایا ہے۔ اسے پیش کیا جائے۔ افسوس ہے۔ کہ پنڈت جی نے باوجود بار بار تقاضا کرنے کے اخیر تک کوئی جواب نہ دیا۔ آخر خود ہی جناب مولوی صاحب نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے آریہ دھرم میں سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں جس کا ذکر کلیات آریہ مسافر میں ہے۔ کہ ایک دفعہ پنڈت دیانند صاحب لیکچر دے رہے تھے کہ لکھنؤ میں کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی عورت کا خاوند بدچلن ہو۔ اور رنڈی بازی اور زناکاری سے باز نہ آتا ہو۔ تو اس کی عورت کیا کرے پنڈت دیانند صاحب نے جواب دیا۔ کہ ایسی عورت کو چاہیئے۔ کہ وہ بھی ایک تنومند سا مضبوط آدمی اپنے گھر رکھ لے"

مناظرہ کی کامیابی

الحمدللہ کہ یہ مناظرہ بھی پہلے مناظرہ کی طرح نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ خود پنڈت رام چندر صاحب دہلوی نے جو صدر تھے اعلان کیا کہ جناب مولوی صاحب نے نہایت تہذیب و شرافت سے مناظرہ کیا ہے

عورت کو ئی ایسی بات نہیں کہی جو ہمارے مسلمات کے خلاف ہو مناظرہ کے اختتام پر مسلمانوں نے تکبیر اور اسلام زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔ احباب جماعت نے دیسی پیر کئی ہندو صاحبان کو آپس میں یہ

پنجاب اسمبلی کے نئے انتخابات کے متعلق سرکاری اعلان

عام اطلاع کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے

پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے علاقہ وار حلقہ ہائے نیابت کی جدید فہرست رائے دہندگان کی تیاری جو ستمبر ۱۹۴۵ء میں ملتوی کی گئی تھی۔ اب ۲۳ مارچ ۱۹۴۶ء سے شروع ہو گئی ہے۔ یہ فہرست رائے دہندگان دو حصوں میں تیار کی جائے گی۔ پہلا حصہ اب تیار کیا جائیگا۔ اور اس کا تعلق صرف ان رائے دہندگان سے ہوگا۔ جن کے نام کسی درخواست کے پیش کرنے کے بغیر فہرست رائے دہندگان میں درج کئے جائیں گے۔ دوسرے حصہ میں جو بعد میں تیار کیا جائے گا۔ صرف وہ رائے دہندگان شامل ہوں گے۔ جن کے نام ان کی اپنی درخواست پر ہی درج ہو سکتے ہیں۔ ایسے رائے دہندگان میں وہ مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ جو مطلوبہ تعلیمی صفات رکھتے ہیں۔ اور وہ عورتیں بھی جو اپنے خاوندوں کی صفات جائیداد کی بنا پر رائے دینے کی مستحق ہیں۔ اس لئے پبلک کو فی الحال اس قسم کی درخواستوں سے کوئی سروکار نہ رکھنا چاہیئے۔

(۲) کسی رائے دہندہ کا نام ایک سے زیادہ جگہ درج نہیں کیا جائے گا۔ رائے دہندگان کے نام اسی رقبہ میں درج کئے جائیں گے۔ جس میں وہ بالعموم رہائش رکھتے ہیں۔ اگر کسی رائے دہندہ کو ایک سے زیادہ مقامات میں رہائشی صفت حاصل ہے۔ تو اسے اس مقام کے اندراج کنندگان کو مطلع کر دینا چاہیئے۔ جہاں وہ اپنے نام کا اندراج چاہتا ہے۔

(۳) اس شخص کا نام فہرست رائے دہندگان میں درج کیا جائے گا۔ جو برطانوی رعایا ہو۔ جس کی عمر ۲۱ سال سے زیادہ اور جو فاتر العقل نہ ہو۔ اور

(ا) جو ایسی زمین کا مالک ہو۔ جس کا تشخیص شدہ معاملہ ۵ روپیہ سالانہ سے کم نہیں یا

(ب) جو کسی زمین پر جس کا تشخیص شدہ معاملہ ۵ روپیہ سالانہ سے کم نہیں حق موروثیت رکھتا ہو۔ یا

(ج) جو ایسا معافیدار یا جاگیر دار ہو۔ جس کی معافی یا جاگیر ۱۰ روپیہ سالانہ سے کم نہیں۔ یا

(د) جو رقبہ متعلقہ میں کم از کم ۶ ایکڑ آبپاش اراضی یا کم از کم ۱۲ ایکڑ غیر آبپاش اراضی پر بحیثیت مزارعہ قابض ہو۔

اگر کوئی مزارعہ ہر دو قسم کی اراضی پر قابض ہے۔ اور ہر دو اقسام کی اراضی کا رقبہ علی الترتیب ۶ ایکڑ اور ۱۲ ایکڑ سے کم نہیں۔ تو اس کو حق رائے دہندگی حاصل ہوگا۔ بشرطیکہ آبپاش زمین کا کل رقبہ اور غیر آبپاش زمین کا نصف رقبہ مل کر ۶ ایکڑ سے کم نہ ہو۔ یا

(ہ) جو گذشتہ بارہ ۱۲ ماہ ایسی جائیداد غیر منقولہ کا مالک چلا آیا ہو۔ جس کی مالیت دو ہزار روپیہ سالانہ سے کم نہ ہو۔ یا سالانہ کرایہ کم از کم -/۶۰ روپے ہو۔ اس جائیداد میں زرعی اراضی شامل نہیں۔ لیکن اس پر تعمیر شدہ مکان شامل ہے۔ اس عرصہ ملکیت میں وہ عرصہ بھی شامل ہے۔ جس میں کوئی ایسا شخص اس کا مالک رہا ہو۔ جس سے وہ جائیداد اس کو ورثہ میں ملی ہے۔ یا

(و) جو گذشتہ بارہ ۱۲ ماہ کسی ایسی جائیداد غیر منقولہ پر بحیثیت کرایہ دار قابض رہا ہو۔ جس کا سالانہ کرایہ -/۶۰ روپے سے کم نہ ہو۔ اس جائیداد میں زرعی اراضی شامل نہیں۔ مگر اس پر تعمیر شدہ مکان شامل ہے۔ یا

(ز) جس پر گذشتہ مالی سال کے دوران میں کم از کم پچاس ۵۰ روپے براہ راست محصول میونسپل کمیٹی یا محصول چھاؤنی تشخیص ہوا ہو۔ یا

(ح) جس پر گذشتہ مالی سال کے دوران میں انکم ٹیکس تشخیص کیا گیا ہو۔ یا

(ط) جس پر گذشتہ مالی سال کے دوران میں کم از کم ۲ روپے حیثیت ٹیکس یا ٹیکس پیشہ وران تشخیص کیا گیا ہو۔ یا جہاں یہ ٹیکس عائد نہ ہو۔ کوئی اور براہ راست ٹیکس ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے کم از کم ۲ روپے تشخیص کیا گیا ہو۔ یا

(ی) جو ذیلدار انعامدار سفید پوش یا نمبردار ہو۔ (اس میں نائب ذیلدار یا سربراہ شامل نہیں ہے) یا

(ک) حضور ملک معظم کی بحری۔ بری یا ہوائی فوج کا ریٹائرڈ پنشن خواہ یا ڈسچارج شدہ رکن ہے۔ لیکن ایسا رکن نہ ہو۔ جو تادیبی وجوہ کی بناء پر اس فوج سے موقوف یا ڈسچارج کیا گیا ہو۔ یا

(ل) برطانوی ہند کی کسی پولیس فورس کا ریٹائرڈ پنشن خواہ یا ڈسچارج شدہ رکن ہے۔ لیکن ایسا رکن نہ ہو۔ جو تادیبی وجوہ کی بناء پر اس فوج سے موقوف یا ڈسچارج کیا گیا ہو۔ یا

(م) رائل انڈین نیوی ریزرو۔ رائل انڈین نیول والنٹیئر ریزرو۔ اینگلو انڈین فورس (ہند) انڈین ٹریٹوریل فورس یا انڈین ایئر فورس والنٹیئر ریزرو کا ریٹائرڈ پنشن خواہ یا ڈسچارج شدہ رکن ہے۔ لیکن ایسا رکن نہ ہو۔ جو تادیبی وجوہ کی بناء پر اس فوج سے موقوف یا ڈسچارج کیا گیا ہو۔ یا

(ن) اقوام مندرجہ ذیل کا جدول کے ساتھ خاص سلوک کیا گیا ہے۔ ان اقوام کا کوئی فرد جو نہ تو مسلم ہے نہ سکھ نہ عیسائی اور اسکو کوئی اور صفت بھی حاصل نہیں۔ اس کا نام عام رائے دہندگان میں درج کیا جائیگا۔ اگر اس کو مندرجہ ذیل صفات میں سے کوئی صفت حاصل ہے۔

(۱) گذشتہ ۱۲ ماہ ایسی جائیداد غیر منقولہ یا مکان کے ملبہ کا مالک چلا آیا ہے۔ جس کی مالیت ۵۰ روپے سے کم نہیں ہے۔ اس جائیداد غیر منقولہ میں زرعی اراضی شامل نہیں ہے۔

(۲) گذشتہ ۱۲ ماہ کسی ایسی جائیداد غیر منقولہ پر بحیثیت کرایہ دار قابض رہا ہو۔ جس کا سالانہ کرایہ ۳۶ روپے سے کم نہ ہو۔

(۵) پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے چار حلقہ ہائے نیابت زمینداران کے لئے فہرست رائے دہندگان کی تیاری بھی متذکرہ بالا عام علاقہ وار حلقہ ہائے نیابت کی فہرست کی تیاری کے ساتھ ہی ہوگی۔

کسی حلقہ نیابت زمینداران کی فہرست رائے دہندگان میں ہر وہ شخص اندراج نام کا حقدار ہوگا۔ جو پنجاب میں رہائش رکھتا ہے اور یا تو

(ا) ایسی زمین کا مالک ہے۔ جس کا تشخیص شدہ سالانہ معاملہ زمین ۵۰۰ روپیہ سے کم نہیں یا

(ب) ایسا معافی دار یا جاگیر دار ہے۔ جس کی معافی یا جاگیر ۵۰۰ روپیہ سالانہ سے کم نہیں۔

ہر وہ شخص جو حلقہ نیابت زمینداران میں اندراج نام کے لئے صفت رکھتا ہو بذات خود اس امر کی تحریری اطلاع اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو دے۔ جس میں وہ بالعموم رہائش رکھتا ہے کہ اسکو ایسی صفت حاصل ہے۔ اس تحریری اطلاع میں عمر۔ ولدیت۔ پتہ وغیرہ کی عام تفاصیل کے ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دینا چاہیئے۔ کہ وہ کون کونسے مواضع تحصیلوں اور ضلعوں میں معاملہ ادا کرتا ہے۔ اور ہر ایک جگہ میں کس قدر معاملہ دیتا ہے۔

درخواست دعا بذریعہ تار

احمد نگر کیمپ۔ ۲۷ مارچ مکرم نصر اللہ صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کی چھوٹی بچی جس کی عمر ایک سال ہے سخت بیمار ہے۔ احباب جماعت اس کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

درخواست دعا

برادرم مکرم مرزا سلطان احمد صاحب ساکن قصور نے اپنی اراضیات واقع قصور سے حق ملکیت حاصل کرنے کے لئے عدالت دیوانی میں ایک مقدمہ دائر کیا تھا۔ اب اس مقدمہ کے سلسلہ میں انہوں نے ہائیکورٹ لاہور میں سیکنڈ اپیل کی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپیل کی حقیقی اور کامل منظوری کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ خاکسار مرزا محمود بیگ ساکن پٹی محلہ حلبیاں

اصفہانی چائے
شکاری طیارہ (فائٹر پلین) مارکہ
بہت جلد
ریڈ اسپاٹ (لال اسپاٹ)
پیکٹ میں پہونچنے والا ہے
بہترین قسم
بہترین پیکنگ
قیمت حسب سابق
جنگ کے دوران میں شکاری طیارہ (فائٹر پلین) مارکہ چائے، آپکی ہردلعزیز چائے آپکے پاس زمانہ امن کے پیکٹ میں پہونچنے والی ہے قسم میں پہلے سے بہتر اور بہت وہی ہے
جب مستقبل قریب میں آپ اصفہانی کی نئی ریڈ اسپاٹ مارکہ چائے دیکھیں تو آپ کو اطمینان ہو جائیگا کہ یہی آپکی ہردلعزیز شکاری طیارہ (فائٹر پلین) مارکہ کی چائے ہے جو قسم میں پہلے سے بہتر اور قیمت برابر آپکو زیادہ اطمینان حاصل ہو۔

امرت دھارا ہمیشہ پاس رکھو!
بہت سی تشویش تکلیف اور خرچ سے بچاوے گی!
نقلوں سے ہمیشہ بچو!
کوئی چیز امرت دھارا کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مایوس ہو گے
امرت دھارا خداداد نعمت ہے
نوٹ:۔ امرت دھارا مانگنے پر کوئی دوکاندار دوسری چیز پیش کرے تو اسکی اطلاع ہمکو دیں۔ یہ دھوکہ ہے
المشتہر منیجر امرت دھارا فارمیسی لمیٹڈ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

نیویارک ۲۷ مارچ۔ جمعیت اتحاد امم کی سیکیورٹی کونسل کا اجلاس آج ۸ بجکر ۵ منٹ پر منعقد ہوا۔ صدر جلسہ نے اعلان کیا کہ تین تحریکیں جو ایوان میں پیش ہو چکی ہیں ان پر بحث کریں۔ ان میں سے ایک تحریک روس نے پیش کی ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ ایرانی مسئلہ کو ۱۰ اپریل تک ملتوی کر دیا جائے۔ دوسری تحریک مصر کی طرف سے ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایرانی سفیر متعینہ واشنگٹن آقائے حسن علی کو بلا کر ان کا بیان سنا جائے۔ جب تک ایرانی سفیر اپنا بیان پیش نہ کریں۔ روسی مندوب کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنا تحریری جواب داخل کریں۔ سیکیورٹی کونسل کے اجلاس میں پولینڈ کے مندوب کی اس تجویز سے نئی بحث چھڑ گئی۔ کہ کونسل سب سے پہلے آسٹریلیا کی تجویز پر ووٹ دے۔ جس کی رو سے ایرانی سفیر کو تحریری بیان داخل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ سوویٹ وفد کے رئیس نے اپنے اس مطالبہ پر اصرار کیا کہ معاہدہ ملتوی کر دیا جائے۔ ہالینڈ کے مندوب نے روسی مندوب سے مطالبہ تاخیر کی وجہ پوچھی۔ مصری مندوب نے کہا۔ ساری دنیا ہمارے فیصلے کی منتظر ہے۔ اگر ایرانی مندوب کو اپنا معاملہ پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا گیا۔ تو جمعیت اتحاد امم عہد طفولیت میں ہی مر جائے گی۔ روسی مندوب نے کہا سوویٹ حکومت ۱۰ اپریل سے پہلے ایرانی معاملہ کی بحث میں حصہ لینے پر آمادہ نہیں ہے۔ کونسل نے دو ووٹوں کے مقابلہ پر ۹ ووٹوں کی مخالفت سے روسی تجویز کو مسترد کر دیا۔ اس پر روسی مندوب اجلاس سے واک آؤٹ کر کے چلے گئے۔

نئی دہلی ۲۸ مارچ۔ برطانی کابینہ کے وفد نے آج صوبائی گورنروں کے ساتھ ۲½ گھنٹے کانفرنس جاری رکھی۔ معلوم ہوا ہے کہ آج کی ملاقاتوں میں سیاسی قیدیوں اور جدید وزارتوں کے متعلق وسیع پیمانے پر تبادلہ ہوتا رہا۔

نئی دہلی ۲۸ مارچ۔ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی میں نئے میڈیکل کالج کی تعمیر کا معاملہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اس غرض کے لئے ساٹھ لاکھ روپیہ فراہم کر لیا گیا ہے۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے داؤدی بوہرہ قوم کے امام سید طاہر سیف الدین کو دعوت دی ہے کہ وہ اس کالج کا سنگ بنیاد رکھیں۔

لنڈن ۲۷ مارچ لارڈ چانسلر لارڈ جیوٹ نے پارلیمنٹ کے ایوان امراء میں بیان کیا کہ برطانی فوجیوں نے جولائی ۱۹۴۲ء سے لے کر ۱۹۴۵ء کے آخیر تک طلاق کی ساڑھے اڑتالیس ہزار درخواستیں دائر کیں۔ لارڈ منسٹر نے کہا کہ ہزارہا مقدمات طلاق کے انفصال میں تاخیر واقعہ ہو رہی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ارتکاب گناہ کے لئے جو تحریص و ترغیب ملا کرتی ہے اس کی مزاحمت ناممکن ہو گئی ہے۔

نئی دہلی ۲۸ مارچ۔ ریلوے بورڈ نے اس بات کی منظوری دیدی ہے۔ کہ کوئٹہ اور اجمیر کے درمیان چوڑی پٹڑی کی ریلوے لائن بچھانے کے لئے پیمائش کا کام شروع کر دیا جائے۔ یہ لائن ۱۲۳ میل لمبی ہو گی۔

مدراس ۲۸ مارچ پچھلے مہینے ہنگامہ فساد کے دوران میں۔ مدراس ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس جے۔ اے بائورز آئی سی۔ ایس نے اپنے پستول سے دو گولیاں چلائی تھیں جن سے ایک لڑکے کی موت واقعہ ہو گئی تھی۔ پولیس کے ڈپٹی کمشنر مسٹر اے۔ پی پیٹر و نے جج صاحب کو گرفتار کر کے چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کے پیش کیا۔ عدالت نے انہیں ضمانت پر رہا کر دیا۔

لاہور ۲۸ مارچ لیجسلیٹو اسمبلی میں عام نظم و نسق کے مطالبہ زر کے سلسلے میں جو تحریک تخفیف کل مسلم لیگ نے پیش کی تھی۔ اس پر آج بھی بحث ہوتی رہی۔ چوہدری فضل الٰہی (مسلم لیگ) نے کہا کروڑوں روپیہ صرف خوشاب کی تحصیل میں نہریں جاری کرنے پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور وہاں سڑکیں بھی بنائی جا رہی ہیں۔ شاید وزیر اعظم کے خیال میں دیگر اضلاع کو نہروں اور سڑکوں کی ضرورت نہیں۔ سردار بچن سنگھ نے کہا صوبہ پنجاب کے نظم و نسق کی حالت نہایت ہی خراب ہے۔ مگر ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ ہم اسے درست کر کے رہیں گے۔

سر ملک خضر حیات نے عام نکتہ چینی کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ وزارت نے پنج سالہ پروگرام مرتب کر لیا ہے جس کے پہلے سال کی پہلی قسط اس بجٹ میں موجود ہے وزیر اعظم کے اعلان کیا کہ "دیو بھارت" اور "نوائے وقت" سے ضمانت طلبی کے جو احکام نافذ ہوئے تھے۔ انہیں واپس لے لیا گیا ہے۔ انہیں صرف متنبہ کر دیا گیا ہے۔ اگزکٹو اور جوڈیشل محکموں کے الگ الگ کئے جانے کے متعلق میری گذارش یہ ہے کہ اب نئی پارٹی آ گئی ہے وہ اس مسئلہ پر غور کرے گی۔ سر فیروز خاں نے کہا۔ جمہوریت کی تاریخ میں اس امر کی نظیر قطعاً نہیں ملتی کہ کسی برسر اقتدار حکومت نے سرکاری ملازموں کو انتخابات میں اپنے ایجنٹوں کی حیثیت سے استعمال کیا ہو۔ پنجاب میں مجسٹریٹوں نے چھوٹے مقدمات میں ضمانتیں لینے سے انکار کر دیا۔ رشوت لینے کے جرم میں ایک پی۔ سی ایس افسر کے لئے برطرفی کی تین مرتبہ سفارش ہوئی۔ لیکن اسے انتخابات میں اپنے جوہر دکھانے کے لئے سب ڈویژنل افسر لگا دیا گیا۔ اگر کانگرسی بھائی آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ مان لیں تو یونینسٹ پارٹی کا لیڈر سب سے بڑا مجرم ثابت ہو جائے اس پارٹی نے سرکاری مشینری کے ذریعہ سے اکیس لاکھ روپیہ زمینداروں سے اکٹھا کر کے اپنے الیکشن پر خرچ کیا۔ یہ نشاز بردست جرم ہے۔ یونینسٹ پارٹی کو اس روپیہ کی ایک ایک پائی واپس کرنی پڑے گی۔ سر فیروز خاں نے ایک فہرست پڑھی جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ یونینسٹ پارٹی کے شکست خوردہ امیدواروں کو مربعے دئیے گئے۔ چند اور تقریروں کے بعد جب تقسیم آراء کا مطالبہ ہوا۔ تو ۶۵ کے مقابلے میں ۸۰ ووٹوں کی مخالفت سے مسلم لیگ پارٹی کی ترمیم مسترد ہو گئی۔ اور اصل مطالبہ زر منظور ہو گیا۔

دہلی ۲۸ مارچ مرکزی اسمبلی نے آج ۶۳ اور ۵۷ ووٹوں کی نسبت سے فائننس بل منظور کر دیا ہے۔ مسلم لیگ پارٹی نے گورنمنٹ کے حق میں ووٹ دیا۔

کلکتہ ۲۸ مارچ مسٹر فضل الحق صاحب سابق وزیر اعظم بنگال ایک دیہاتی مسلم حلقہ سے بھی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے ہیں۔ اور پہلے ایک حلقہ سے ہو چکے ہیں۔

لاہور ۲۸ مارچ آج مغلپورہ ریلوے ورکشاپ کے پندرہ ہزار مزدوروں نے ایک سے تین بجے بعد دوپہر تک ہڑتال کی۔ مزدوروں کے راشن میں جو کمی کی گئی ہے۔ اور حکومت نے آل انڈیا ریلوے مینز فیڈریشن کے مطالبات ماننے سے جو انکار کیا ہے۔ اس کے خلاف پروٹسٹ کیا گیا۔

نئی دہلی ۲۸ مارچ ایک سرکاری پریس کمیونک مظہر ہے۔ کہ جہازیوں کی گذشتہ بغاوت کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ ڈیفنس مشاورتی کمیٹی نے اس بغاوت سے پیدا شدہ صورت حالات پر غور کیا تھا۔ اور ایک کمیشن مقرر کرنے کی سفارش کی تھی۔

نئی دہلی ۲۸ مارچ۔ کمانڈر انچیف نے ہندوستان کے تمام فوجیوں کو یہ پیغام دیا ہے۔ کہ برطانیہ تمام اقتدار ہندوستانیوں کے ہاتھوں میں منتقل کرنے والا ہے۔ ان حالات میں یہ خدشہ ہو گا۔ کہ ملک میں بد امنی کے آثار پیدا نہ ہو جائیں۔ تمام ہندوستانی فوجیوں کا فرض ہو گا۔ کہ وہ منظم رہیں۔ اور بد امنی پیدا نہ ہونے دیں۔ اور پھر اس حکومت کے وفادار رہیں۔ جو برسر اقتدار آئے۔

نئی دہلی ۲۸ مارچ۔ مرکزی حکومت کے بہت سے عارضی ملازمین نے آج کونسل چیمبر کے سامنے مظاہرہ کر کے مطالبہ کیا۔ کہ عارضی ملازمین کی تخفیف عمل میں نہ لائی جائے۔ اور کہا کہ ہم اسوقت تک دہیں جدوجہد جاری رکھیں گے